نمبر ۲ و ۳ — جلد ۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ

رسالہ

مُرقّع قادیانی

امرتسر ـ بابت جولائی واگست ۱۹۰۸ء

گلدستہ قادیانی

یادگارِ قادیانی ـ مرزا صاحب کی یادگار کیلئے یہ تجویز ہوئی ہے کہ انکی سوانحعمری یعنی کتاب چودھویں صدی کا مسیح بجائے ۵ر کے ۸ر پر بکیگی اور رسالہ الہامات مرزا بجائے ۵ر کے ۳ر پر بکیگا سردست یہ رعایت اخیر جولائی تک تجویز ہوئی ہے

مرزا صاحب کی موت کیوقت انکی مرید محترم جو دعائیں اور پکاریں کرتی تھیں انکی کیفیت سنکر دشمن کا بھی کلیجہ پگھلتا ہے موصوف نے یہانتک کہا اے خدا میری عمر بھی مرزا صاحب کو دیدے مگر اس کہنے سے بھی کچھ فائدہ نہ ہوا ـ غالباً ممدوحہ کو خبر نہ ہوگی کہ اسوقت جو مرزا صاحب پر وارد ہو رہا ہے خود انکی درخواست ہے جو ۵ اپریل ۱۹۰۸ء کے اشتہار میں انہوں نے کی تھی ـ کچھ عجب نہیں کہ مرزا جی اگر اسوقت بولتے تو یہ کہتے کہ مجھ کو الہام ہوا ہے ـ ھٰذَا الَّذِیْ کُنْتُمْ بِہٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ (یہ تمہارا منہ مانگا ہے)

مرزا صاحب کے بعد آپکی مسند پر مولوی حکیم نور الدین خلیفہ منتخب ہوئے ہیں دیکھیں سکھوں کی خلافت تو دس بادشاہوں تک پہنچی تھی دیکھو مرزائیوں کی کہانتک پہنچتی ہے خلیفہ صاحب برا نہ مانیں تو ابھی سے اپنے قائم مقام کا انتخاب شائع کردیں ہمیں خطرہ ہے کہ انکے بعد خلافت میں جھگڑا نہ ہو ـ

حکیم نور الدین کا انتخاب گو مرزائیوں نے اتفاق سے کیا ہے لیکن یہ انتخاب در اصل مرزا صاحب کے منشا کے خلاف ہوا انکا منشا اپنی اولاد کو خلافت پر جگہ دینے کا تھا اگر مرزائی انکار کریں تو ہم ثابت کر دیںگے ـ

مُرقّع کی نسبت خریداروں کا خیال

مرزا صاحب قادیانی کے مرنے پر مُرقّع کے بعض خریداروں کو خیال ہوا کہ مُرقّع اب اپنا کام ختم کر چکا ہے اس لئے اب اُس کی خریداری بلکہ اجرا کی بھی حاجت نہیں۔ بظاہر یہ بات کسی قدر صائب معلوم ہوتی ہے لیکن غور سے دیکھا جائے تو مُرقّع کی ضرورت ہنوز ثابت ہے کیونکہ مُرقّع کوئی مرزا کی ذات خاص سے متعلق نہ تھا بلکہ اُس کے غلط خیالات کی تردید کرنا تھا۔ اُس کے بعد بھی اُس کے جانشین اگر وہی خیالات پھیلاوینگے اور اُنہی کی تائید کرینگے تو پھر مُرقّع کی کیوں ضرورت نہوگی؟ چنانچہ یہی ہوا کہ قادیانی اخباروں نے وہی راگ الاپنے شروع کر دئیے جو مرزا کی موت سے پہلے گایا کرتے تھے جنکا ذکر اسی پرچہ میں کہیں آئیگا +

پس ہمارے احباب جنہوں نے مُرقّع کی خدمات کا انجام سمجھکر خریداری سے دست کشی اختیار کی ہے وہ اپنی رائے پر دوبارہ غور کرینگے تو اُسکو واپس لینگے ہاں اگر ضرورت نہ رہی تو خود بخود بند ہو جائیگا لیکن یہ اُسی صورت میں ہوگا کہ قادیانی اخبارات نے وہی خیالات نہ پھیلائے جنکے پھیلانے پر مُرقّع جاری ہوا تھا +

مُرقّع قادیانی جلد اوّل کی قیمت میں تخفیف } مرزا صاحب کی یادگار میں مُرقّع کی جلد اوّل بجائے عہ کے اخیر جولائی تک ۸ر رہیگی +

مرزا قادیانی کی زندگی اور موت

موت نے کر دیا لاچار وگرنہ انساں + تھا وہ کافر کہ خدا کا بھی نہ قائل ہوتا

مرزا قادیانی کی زندگی اور موت کے واقعات بتلانے سے پہلے ہم آپکی مختصر سی سوانح عمری بتلاتے ہیں جو عام طور پر اخبارات میں بھی شائع ہو چکی ہے :-

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے حالات

ہندوستان کے ہر شہر اور قصبہ میں غالباً ایسے لوگ موجود ہونگے جنہوں نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا نام ضرور سُنا ہوگا اسکی وجہ یہ ہے کہ آپ

تقریباً ۴۰ سال پہلے انہوں نے مسیح موعود ہونیکا[1] دعویٰ کیا اور اس عرصہ میں مسلسل اور لگاتار کوششیں وہ اپنے دعوے کی اشاعت میں کرتے رہے۔ پس اس حیثیت سے کہ انہوں نے اس زمانہ میں ایسا بڑا دعویٰ کیا۔ اور ہنوز اسی پر وہ قائم ہیں۔ نیز اس وجہ سے کہ انہوں نے اس دعوے مسیحیت سے ہندوستان میں ایک حد تک اہمیت حاصل کر لی ہے انکے حالات مشاہیر عہد کے سلسلہ میں لکھنا بے موقعہ نہ ہوگا۔

مرزا غلام احمد صاحب ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں توام پیدا ہوئے ایک لڑکی جو انکے ساتھ پیدا ہوئی تھی اسکا انتقال چند دن کے بعد ہی ہوگیا تھا۔ مرزا صاحب کا خاندان قوم مغل برلاس سے ہے انکے آبا و اجداد سمرقند سے آئے اور انہوں نے اسلام پور قاضی ماجھی نام قصبہ خود آباد کیا جو اب قادیاں کے نام سے مشہور ہے۔ مرزا صاحب کا شجرۂ نسب حسب ذیل بیان کیا جاتا ہے غلام احمد بن غلام مرتضیٰ بن عطا محمد بن گل محمد بن فیض محمد بن محمد قائم بن محمد اسلم بن شیخ اللہ بن اسد دین بن جعفر بیگ بن محمد بیگ بن عبدالباقی بن محمد سلطان بن ہادی بیگ مورث اعلیٰ یہ خاندان ہندوستان میں ایک چھوٹی سی ریاست پر قابض تھا جو سکھوں کے عہد میں چھن گئی مرزا غلام احمد کی عمر جب چھ سات سال کی ہوئی تو فضل الٰہی نامی ایک شخص انکے پڑھانے کے لئے مقرر ہوئے ان سے کچھ فارسی کا درس لیا۔ اس کے بعد جب دس سال کی عمر پر پہونچے تو مولوی فضل احمد صاحب نامی ایک عربی دان معلم بلائے گئے ان سے بھی مرزا صاحب فارسی ہی پڑھتے رہے لیکن درسی کتابوں کے علاوہ کچھ صرف و نحو کی بھی ان سے تعلیم پائی ۱۷-۱۸ سال کی عمر میں مولوی گل علیشاہ ساکن بٹالہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے نحو منطق اور حکمت کی بعض کتابیں پڑھیں۔ چونکہ مرزا صاحب کے والد بھی طبیب تھے اس لئے ان سے ہی طب کی کتابیں پڑھنی شروع کر دیں۔

مرزا صاحب نے علوم مروجہ اور دینیات کی تعلیم نہیں پائی بلکہ طب اور منطق کے علاوہ فارسی اور عربی کی صرف رسی کتابیں دیکھی ہیں۔ زمانہ تعلیم سے ہی مطالعہ کتب کا شوق مرزا صاحب کو بہت زیادہ تھا اور تعلیم سے فارغ ہو کر تو یہ حالت ہوگئی کہ سوائے کتب بینی کے انکو

[1] مسیح موعود کا دعویٰ ازالہ اوہام وغیرہ سے چلا ہے جو سنہ ۱۸۹۱ء میں چھپا ہے (اڈیٹر)

کوئی مشغلہ ہی نہ رہا اس کے آگے انکو دنیا و مافیہا کی کچھ خبر نہ تھی۔ یہ حالت دیکھکر انکو والد صاحب اکثر اوقات اسقدر زیادہ مطالعہ کتب سے منع کیا کرتے تھے۔ تا کہ صحت میں خلل آجاوے لیکن انکا شوق کچھ معمولی نہ تھا اس کے آگے اپنی صحت یا باپ کے کہنے کی وہ کچھ پرواہ نہ کرتے تھے۔

مرزا صاحب پہلے ایک مدت تک سرکاری ملازمت میں مشغول رہے اور صاحب ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کے دفتر میں اہلکار رہے (اسی زمانہ میں مرزا جی نے مختاری کا امتحان دیا مگر ناکام رہے۔ مرقع) لیکن اس زمانہ میں بھی انکی طبیعت دینداری کی طرف مائل تھی۔ مرزا صاحب نے ریاضت یا مجاہدہ کیا ہے تو صرف اس قدر کہ بقول انکے مریدوں کے انہوں نے آٹھ نو مہینے متواتر روزے رکھے اور وہ بھی اسطرح کہ ایکدن خواب میں دیکھا کہ کوئی بزرگ کہہ رہے ہیں کہ کسی قدر روزے انوار سماوی کی پیشوائی کے لئے رکھنا سنت خاندان نبوت ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اسکے بعد انکے لئے روزے رکھنا معاف کر دیا گیا ہے کیونکہ سال گذشتہ ماہ رمضان میں امرتسر میں ایک جلسہ کے اندر مرزا صاحب نے چائے پی جس پر بہت کچھ لے دے ہوئی تھی۔ (اس روز مسافر تھے۔ مرقع) تیرہویں صدی کے اختتام اور چودہویں صدی کے آغاز پر ۱۳۰۰ھ میں مرزا صاحب نے اپنا سب سے پہلا اشتہار شائع کر کے اسکے ذریعہ سے مجدد ہونیکا دعویٰ کیا۔ اور کہا کہ خدا تعالیٰ نے مجھکو بذریعہ وحی کے اطلاع دی ہے کہ تو اس صدی کا مجدد ہے۔ اسکے بعد انہوں نے براہین احمدیہ ایک کتاب لکھی جو ایک حد تک اچھی کتاب ہے لیکن اس کے زیادہ حصہ میں اپنی پیشین گوئیوں الہاموں اور دعووں کا ہی ذکر کیا ہے۔ (گویا وہ الہامی تھیلا ہے۔ مرقع) مجدد ہونے کے دعویٰ کے آٹھ سال بعد ۱۳۰۸ھ میں مرزا صاحب نے ایک اشتہار کے ذریعہ سے اعلان کیا کہ ۴ مارچ ۱۸۸۹ء کو خدا تعالیٰ نے بذریعہ الہام کے مجھکو لوگوں سے بیعت لینے کا حکم دیا ہے۔ پس لوگوں کو چاہئے کہ مجھ سے بیعت کریں۔

۱۸۹۱ء میں مرزا صاحب نے ایک تیسرا اشتہار شائع کر کے یہ اعلان کیا کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر وحی بھیجی اور بتایا کہ مسیح ابن مریم اسرائیلی فوت ہو چکا اور آنے والا مسیح موعود میں ہوں۔ مرزا صاحب کے اس دعویٰ کی سخت مخالفت ہوئی اور ہنوز مخالفت ہوتی رہتی ہے۔ لیکن

مرزا صاحب آخر تک اپنے دعویٰ پر قائم رہے اور اپنے دعاوی کا لوگوں کو یقین دلانے کی کوشش میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ انکی ان اٹھارہ سال کی ان تھک کوششوں کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ انکے معتقدین کی تعداد بقول اُن کے مریدوں کے دو اور تین لاکھ کے درمیان ہے لیکن دوسرے لوگ لاکھ سے بھی کم اندازہ کرتے ہیں۔

مرزا صاحب کی تصنیفات و تالیفات میں تقریباً ساٹھ کتابیں عربی فارسی اور اردو کی ہیں باقی اشتہاروں کا تو کچھ شمار ہی نہیں بات بات پر اشتہار تصنیف کر کے شائع کر دیئے"

(وکیل امرتسر - ۳ جون ۱۹۰۸ء)

مرزا صاحب کی عمر کو ہم تین حصوں پر تقسیم کریں تو آسانی ہوگی حصہ اول وہ جس میں آپ بحیثیت ایک محرر دفتر کے تھے اس سے تو ہمیں کچھ مطلب نہیں۔ دوسرا حصہ وہ ہے جس میں آپ بحیثیت ایک مصنف کے پبلک سٹیج پر آئے۔ اس سے بھی بحیثیت مرقع نویسی کے کوئی بہت بڑا تعلق ہمکو نہیں لیکن اس حقیقت سے کہ مرزا صاحب نے اُس زمانہ میں ایک کتاب (براہین احمدیہ) لکھنے کا اشتہار دیا تھا جس کا ابتدائی حصہ شائع بھی کیا۔ مگر آخر کار اُسی کتاب کو عمر کے تیسرے حصہ میں بطور سند کے لاتے رہے یہانتک کہ اُس (براہین احمدیہ) کا نام ہماری اصطلاح میں الہامی تھیلہ قرار پایا۔ اس لئے آپکی عمر کے دوسرے حصے سے بھی ہمکو کسی قدر تعلق ثابت ہے۔ تیسرا حصہ آپکی عمر کا وہ ہے جس میں آپنے مسیح موعود ہونے کا اعلان کیا اور سکہ جمایا۔ انکی ابتدا بقول مرزا صاحب ۱۳۰۸ھ سے ہے۔

جب سے آپنے تیسرے درجہ میں قدم رکھا یعنی آپ نے دعویٰ کیا کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جسکی بابت قرآن۔ انجیل اور احادیث میں آنے کی خبر دی گئی ہے۔ میں ہی ہندوؤں کے لئے کرشن جی ہوں۔ میں ہی مسلمانوں کے لئے مہدی آخر الزمان ہوں میں ہی وہ مجدد ہوں جو ہر صدی میں آیا کرتا ہے۔ تب سے علماء اسلام سے آپ سے علیحدگی اختیار کی اور آپ معہ اپنے چند معتقدین کے ڈھائی اینٹ کی الگ مسجد بنا کر مرزائی یا احمدی جماعت سے موسوم ہوئے۔

پس دراصل یہی تیسرا حصہ آپکی عمر کا ہمارے موضوع میں داخل ہے اسلئے ہم چاہتے ہیں کہ آپکی عمر کے اس حصے پر مختصر سا ریمارک کریں۔

یوں تو آپکی عمر کا یہ حصہ سب حصوں سے ممتاز رہا ہے لیکن باوصف اس عام امتیاز کے بعض اوقات خاص طور سے امتیاز شہرت رکھتے ہیں۔

آپ اپنے دعوے کے ثبوت میں ہمیشہ اپنی پیشگوئیوں کو پیش کیا کرتے تھے چنانچہ کتاب شہادت القرآن میں لکھتے ہیں:۔

"پھر ماسوا اس کے بعض اور عظیم الشان نشان اس عاجز کی طرف سے معرض امتحان میں ہیں جیسا کہ منشی عبداللہ آتھم صاحب امرتسری کی نسبت پیشگوئی جس کی میعاد ۵ جون ۱۸۹۳ء سے پندرہ مہینہ تک اور پنڈت لیکھرام پشاوری کی موت کی نسبت جسکی میعاد ۱۸۹۳ء سے چھ سال تک ہے اور پھر مرزا احمد بیگ ہوشیارپوری کے داماد کی موت کی نسبت پیشگوئی جو پٹی ضلع لاہور کا باشندہ ہے جس کی میعاد آج کی تاریخ سے جو اکیس ستمبر ۱۸۹۳ء ہے قریباً گیارہ مہینے باقی رہگئی ہے۔ یہ تمام امور جو انسانی طاقتوں سے بالکل بالاتر ہیں ایک صادق یا کاذب کی شناخت کے لئے کافی ہیں کیونکہ احیا اور اماتت دونوں خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہیں اور جبتک کوئی شخص نہایت درجہ کا مقبول نہ ہو خدا تعالیٰ اُسکی خاطر سے کسی اُسکے دشمن کو اُسکی دعا سے ہلاک نہیں کر سکتا خصوصاً ایسے موقع پر کہ وہ شخص اپنے تئیں منجانب اللہ قرار دیوے اور اپنی اُس کرامت کو اپنے صادق ہونے کی دلیل ٹھیرا دے۔ سو پیشگوئیاں کوئی معمولی بات نہیں کوئی ایسی بات نہیں جو انسان کے اختیار میں ہو بلکہ محض اللہ جلشانہ کے اختیار میں ہیں سو اگر کوئی طالب حق ہے تو ان پیشگوئیوں کے وقتوں کا انتظار کرے۔ یہ تینوں پیشگوئیاں ہندوستان اور پنجاب کی تینوں بڑی قوموں پر حاوی ہیں یعنی ایک مسلمانوں سے تعلق رکھتی ہے اور ایک ہندؤں سے اور ایک عیسائیوں سے اور انمیں سے وہ پیشگوئی جو مسلمانوں کی قوم سے تعلق رکھتی ہے بہت ہی عظیم الشان ہے کیونکہ اُس کے اجزا یہ ہیں (۱) کہ مرزا احمد بیگ ہوشیارپوری تین سال کی میعاد کے اندر فوت ہو (۲) اور پھر داماد اُسکا جو اُسکی دختر کلاں کا شوہر ہے اڑہائی سال کے اندر فوت ہو (۳) اور پھر یہ کہ مرزا احمد بیگ تا روز شادی دختر کلاں فوت نہ ہو (۴) اور پھر یہ کہ وہ دختر بھی تا نکاح اور تا ایام بیوہ ہونے اور نکاح ثانی کے فوت نہ ہو (۵) اور پھر یہ کہ یہ عاجز بھی ان تمام واقعات کے پورے ہونے تک فوت نہو